تو اس پر کچھ جواب اُن سے نہ بن آئے گا!

راقم الحروف نے آج سے ۷ سال پہلے ماہنامہ "محدث" کے شوال اور ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ کے شمارہ میں "دلائل الخیرات کا ورد" کے عنوان سے ایک تبصرہ لکھا تھا بہتر ہے ان سطور کے ساتھ ان کو بھی ملا کر پڑھ لیا جائے تو مزید بہتر رہے گا۔ ملاحظہ ہو ماہنامہ "محدث" ص ۴۴ شوال ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ"

باقی رہا اپنے لفظوں میں خدا کو یاد کرنا، سو یہ ایک الگ صورت ہے یہ ایک غیر مرتبط غیر منظم اور غیر متعین سلسلے ہیں جن کی تلاوت ہوتی ہے نہ ورد، بس وہ نام لینے والی بات ہوتی ہے ۔۔۔ اگر یوں کبھی کبھار اس کا کوئی جملہ زبان پر آجائے تو ہمیں اس پر کیا اعتراض ہے؟ ۔ رونا تو اس بات کا ہے کہ مسنون اذکار کی جگہ ان خود ساختہ ورد وظیفوں نے لے لی ہے ۔ اور باقاعدہ ان کی منزلیں اور ختم رواج پا گئے ہیں اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عہد ہوتا تو تصور کیجیے اگر آپ ان احداثات کو کس نظر سے دیکھتے؟

ناراض مقتدیوں کے امام کی امامت

لودھراں سے جناب خورشید احمد صاحب لکھتے ہیں کہ:

ایک امام مسجد سے ان کے نمازی ناراض ہیں کیونکہ وہ ان کو منافق اور اپنی جماعت کا باغی تصور کرتے ہیں اور ان کے بے جا اصرار کی وجہ سے پوری جماعت دو حصوں میں بٹ گئی ہے کیا ان کی امامت جائز ہے؟ انکو تنخواہ زکوٰۃ اکٹھا کر کے دیتے ہیں اور وہ لے لیتے ہیں۔ امام موصوف کہتے ہیں اس میں میرا کیا قصور ہے، بندہ دے مجھے تو تنخواہ چاہیئے!

ایک دینی مدرسہ موجود ہے اپنے لالچ کے لیے لوگوں کو اس سے تعاون کرنے سے بھی روکتے ہیں۔ کیا ایسا شخص امامت کے لائق ہے!

الجواب: امام موصوف سے جو لوگ ناراض ہیں اگر ان کی ناراضگی کسی شرعی داعیہ پر مبنی ہے تو مولوی صاحب کو ایسی صورت میں خود بخود ہی امامت سے علیحدہ ہو جانا چاہیئے حضور کا ارشاد ہے کہ:

"ثلثة لا تقبل لهم صلوٰة، الرجل يوم القوم وهم له كارهون" - الحديث